49791 ـ زمزم نوش كرنا مستحب ہے نہ كہ واجب

سوال

ان شاء اللہ رمضان المبارك ميں عمرہ كرنے كى نيت ہے، اور يہ فيصلہ كيا ہے كہ خشكى كے راستے ظہر كے وقت مكہ پہنچوں گا، جيسا كہ معلوم ہے كہ عمرہ كرنے والا شخص طواف كے بعد مقام ابراہيم پر دو ركعت ادا كرنے كے بعد خوب سير ہو كر زمزم نوش كرتا ہے، ليكن ماہ رمضان ميں اور پھر ميرى نيت بھى روزہ ركھنے كى ہے زمزم كس طرح نوش كيا جائے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

زمزم نوش كرنا مستحب ہے نہ كہ واجب، بلكہ مستحب بھى ايسا كہ مقام ابراہيم پر طواف كى دو ركعت ادا كرنے كے بعد ہى زمزم نوش كرنا خاص نہيں، بلكہ كسى بھى وقت زمزم نوش كرنا مستحب ہے.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اور اس كے ليے زمزم نوش كرنا اور خوب پيٹ بھر كر سير ہونا مستحب ہے، اور زمزم نوش كرتے وقت شرعى دعاؤں ميں سے كوئى بھى دعا كر سكتا ہے " اھـ

ديكھيں: مجموع الفتاوى (26 / 144).

اور الموفق كہتے ہيں:

" اور اس كے ليے زمزم كے كنويں پر آ كر جتنا پسند كرے زمزم پينا مستحب ہے، اور خوب پيٹ بھر كر زمزم نوش كرے.

جابر رضى اللہ تعالى عنہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے حج كا طريقہ بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

" پھر رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم بنو عبد المطلب كے پاس آئے تو وہ حجاج كو زمزم پلا رہے تھے، تو انہوں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كو ڈول پكڑايا اور آپ نے اس سے زمزم نوش كيا " اھـ

اور التضلع کا معنی یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر زمزم پیئے حتی کہ پسلیاں باہر آ جائيں.

ماخوذ از: حاشیہ السندی.

اور نووی رحمہ اللہ " المجموع " میں لکھتے ہیں:

شافعی رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب وغیرہ کہتے ہیں: اس کے لیے زمزم نوش کرنا مستحب ہے، اور زیادہ سے زیادہ نوش کرے، اور پیٹ بھرے، اور اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ دنیا و آخرت کے امور کے لیے زمزم نوش کرے، اور اگر وہ بخشش یا وہ بیماری سے شفایابی وغیرہ کے لیے نوش کرنا چاہتا ہے تو اسے قبلہ رخ ہو کر بسم اللہ پڑھے اور پھر درج ذیل کلمات کہے:

اے اللہ مجھے یہ حدیث ملی ہے کہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" زمزم کا پانی اسی کے لیے ہے جس غرض سے نوش کیا جائے"

اے اللہ میں زمزم اس لیے نوش کر رہا ہوں تا کہ تو میرے گناہ معاف کر د اور مجھے بخش دے "

یا یہ کہے: اے اللہ میں زمزم اس لیے نوش کر رہا ہوں کہ تو مجھے شفایاب کر دے، اے اللہ مجھے شفا عطا فرما "

اس طرح کی دعا کرے، اور اس کے لیے ہر گلاس اور کٹورا پیتے وقت تین سانس لینے چاہییں، اور زمزم نوش کرنے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرے اور دعا پڑھے " اھـ

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" حاجی اور عمر وغیرہ کرنے والے کے لیے اگر میسر ہو سکے تو زمزم پینا مستحب ہے " اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی ابن باز (16 / 138).

تواس بنا پر جب آپ روزہ کی حالت میں عمرہ کریں تو زمزم نہ پینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ آپ افطاری کر کے زمزم نوش کر لیں.

دوم:

جب آپ مکہ کے مسافر ہیں تو مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اس پر علماء کا اجماع ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آیا روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا

سوال نمبر (20165) كے جواب ميں بيان كيا جا چكا ہے كہ افضل وہ ہے جس ميں آسانى ہو، اس ليے جس پر روزہ ركھنا سفر كى حالت ميں مشقت كا باعث ہو اس كے ليے روزہ نہ ركھنا افضل ہے، اور جس كے ليے مشقت كا باعث نہ ہو اس كے ليے روزہ ركھنا افضل ہے، خاص كر عمرہ كرنے والے شخص كو عمرہ كى ادائيگى كے ليے قوت و چستى كى ضرورت ہوتى ہے تا كہ وہ پورے خشوع و خضوع كے ساتھ عبادت بجا لائے.

بعض عمرہ كرنے والے شخص غلطى كرتے ہوئے روزہ كى حالت ميں ہى عمرہ كى ادائيگى كرتے ہيں حالانكہ انہيں اس ميں مشقت ہوتى ہے، اور روزہ ان كے ليے عمرہ كى ادائيگى ميں اثرانداز بھى ہوتا ہے، نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے يوم عرفہ كے دن روزہ نہيں ركھا تھا.

امام شوكانى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

يوم عرفہ كا روزہ ہر ايك كے ليے مستحب ہے، اور جو شخص دوران حج ميدان عرفات ميں ہو اس كے ليے يوم عرفہ كا روزہ مكروہ ہے، اور اس ميں حكمت يہ ہے كہ ہو سكتا ہے روزہ حاجى كو يوم عرفہ ميں عبادت و دعاء اور دوسرے حج كے اعمال ميں كمزور نہ كر دے. اھـ

صحيح بخارى اور صحيح مسلم ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ آپ نے صرف جمعہ كے دن كا روزہ ركھنے سے منع كيا ہے.

امام نووى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" صرف اكيلا جمعہ كے دن كا روزہ ركھنا مكروہ ہے، ليكن اگر وہ كسى كے روزہ ركھنے كى عادت كے موافق آ جائے تو كوئى حرج نہيں، تو اگر وہ جمعہ كے ساتھ جمعرات يا ہفتہ كا روزہ ركھے، يا اس كى عادت كے موافق آ جائے مثلا اسنے بيمارى سے شفا كے روز مستقل طور پر روزہ ركھنے كى نذر مان ركھى ہو تو يہ دن جمعہ كے موافق آيا تو پھر مكروہ نہيں ...

علماء كہتے ہيں: اس سے منع كرنے ميں حكمت يہ ہے كہ: جمعہ كا دن عبادت و دعا اور ذكر و اذكار كا دن ہے، اس دن غسل كر كے جلد مسجد ميں جا كر جمعہ كى نما زكا انتظار كيا جاتا ہے، اور خطبہ سننا ہوتا ہے، اور جمعہ كے بعد كثرت سے ذكر كيا جاتا ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تو جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمين ميں پھيل جاؤ اور اللہ كا فضل تلاش كرو، اور كثرت سے اللہ كا ذكر كرو .

اس كے علاوہ اور بھى كئى ايك عبادات ہوتى ہيں اس ليے اس دن روزہ نہ ركھنامستحب ہوا، اور روزہ نہ ركھنا اس روز كى عبادات اور اعمال ميں معاون ثابت ہو گا اور يہ عبادات اور اعمال پورى تندہى اور شرح صدر كے ساتھ ادا ہونگے،

اور بغیر کسی اکتاہٹ اور کاہلی کے ان اعمال کی ادائیگی میں لذت آئے گی، اور یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے حاجی میدان عرفات میں روزہ نہیں رکھتا، کیونکہ اس حکمت کی بنا پر حاجی کے لیے میدان عرفات میں یوم عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا سنت ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے.

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ: اگر ایسا ہی ہے تو پھر یہی معنی باقی ہونے کی بنا پر تواس سے قبل اور بعد میں بھی روزہ نہ رکھنے کی کراہت اور ممانعت باقی رہتی ہے ؟

ا س کا جواب یہ ہے کہ: جمعہ کے ساتھ پہلے یا بعد کے دن کو ملا کر روزہ رکھنے سے جمعہ کے روز اذکار اور وضائف کی وہ کمی دور ہو جائیگی جو جمعہ کے روزہ کی بنا پر ہوئی تھی اور وہ فضیلت دوسرے دن کی روزہ کی وجہ سے حاصل ہو جائیگی، تو صرف جمعہ کا اکیلا روزہ رکھنے کی ممانعت میں یہی حکمت ہے " اھ مختصرا.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

جب مسافر روزہ کی حالت میں مکہ پہنچے تو کیا وہ عمرہ کی ادائیگی میں تقویت حاصل کرنے کے لیے روزہ افطار کر لے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

ہم یہ کہتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال بیس رمضان کو مکہ داخل ہوئے تو آپ نے روزہ نہیں رکھا تھا، اور صحیح بخاری کی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کا باقی مہینہ بھی بغیر روزہ کے ہی رہے، کیونکہ آپ مسافر تھے، تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ عمرہ کرنے والے کا مکہ پہنچ جانے سے سفر ختم نہیں ہو جاتا، اور جب وہ بغیر روزہ وہاں پہنچے تو دن کا باقی حصہ بغیر کھائے پیئے گزارنا لازم نہیں، بعض لوگ یہ دیکھتے ہوئے کہ اس دور میں دوران سفر مشقت نہ ہونے کی بنا پر سفر میں بھی روزہ رکھتے ہیں، اور جب مکہ پہنچتے ہیں تو تھکے ہوتے ہیں، اور سوچتے ہیں کہ آیا میں روزہ جاری رکھوں یا توڑ دوں ؟ اور افطاری کے بعد عمرہ کر لوں، یا عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ پہنچتے ہی روزہ کھول دوں ؟

تواس حالت میں ہم اسے یہ کہینگے کہ: افضل یہی ہے کہ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ پہنچتے ہی روزہ کھول لیں آپ ہشاش بشاش ہونگے؛ کیونکہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ آنے والے شخص کے لیے سنت یہی ہے کہ وہ فورا مکہ پہنچتے ہی عمرہ جیسی عباد ت مکمل کرے، اس لیے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے مکہ داخل ہوئے تو آپ نے سیدھا بیت اللہ کا رخ کیا، حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تواپنی سواری بھی مسجد حرام کے قریب بٹھاتے اور بیت اللہ میں جا کر جس کا احرام باندھا ہوتا اس کو پورا کرتے.

تو آپ کے لیے افطاری کے بعد عمرہ کرنے سے افضل یہی ہے کہ آپ مکہ پہنچ کر روزہ کھول دیں تا کہ دن کے وقت

ہی صحیح طرح عمرہ کی ادائیگی کر سکیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں روزہ سے تھے، تو کچھ لوگ آ کر عرض کرنے لگے:

اے اللہ تعالی کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر روزہ قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے، اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ آپ کیا کرتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر ہی روزہ کھول دیا "

بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے تو دن کے آخری حصہ یعنی عصر کے بعد روزہ کھول دیا، تا کہ امت کے لیے بیان کر دیں کہ ایسا کرنا جائز ہے، اور بعض لوگوں کا مشقت کے باوجود سفر میں روزہ رکھنے کا تکلف کرنا بلا شک و شبہ خلاف سنت ہے، اور ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان صادق آتا ہے:

" سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں " اھـ

دیکھیں: ارکان الاسلام صفحہ نمبر (464).

اس لیے اگر آپ کا سفر میں روزہ رکھنا آپ کے عمرہ کی ادائیگی پر اثر انداز ہوتا ہو تو پھر آپ کے لیے افضل یہی ہے کہ آپ اس دن کا روزہ نہ رکھیں بلکہ بعد میں قضا کر لیں.

واللہ اعلم .